سلسلۂ اشاعت امامیہ مشن۔ لکھنؤ ۳۲۳

قاضی شریح کا کردار

از

علامہ ڈاکٹر سید مجتبیٰ احسن صاحب قبلہ کامونپوری
ناظم دینیات مسلم یونیورسٹی
علی گڈھ

مطبوعہ سرفراز قومی پریس لکھنؤ

قیمت ۹ر

تعارف

مجلہ الارشاد بڈگام کشمیر بابتہ ماہ صفر ۱۳۷۸ھ میں محترمی

کامونپوری مدظلہ کا ایک گرانقدر مضمون "حضرت ہانی کے قتل

قاضی شریح کی شرکت" کے عنوان سے شایع ہوا تھا اور اس

افادیت کے پیش نظر اب ہم اس کو سال رواں کے حسینی لٹر

جزو قرار دے کر بصورت رسالہ شایع کر رہے ہیں۔

یقین ہے کہ افراد ملت اس رسالہ کی بھی کثیر سے کثیر

"یوم عاشورہ" برادران وطن میں مفت تقسیم فرما کر عنداللہ

عندالرسول ماجور ہوں گے۔

خادم ملت

سید ابن حسین نقوی عفی عنہ

آنریری سکریٹری امامیہ مشن

لکھنؤ

محرم الحرام ۱۳۸۰ھ

قاضی شریح کا کردار

ابن عماد نے ان کا نام ابو اسیہ شریح بن حارث کندی لکھا ہے (۱) علامہ فخر الدین سنہ ۶۹۰ھ کو اشتباہ ہو گیا۔ شریح کا نام حارث بن قیس کندی لکھ دیا حالانکہ حارث کندی شریح کے باپ کا نام تھا (۲) شریح نے اگرچہ سرورِ عالمؐ کا عہدِ سعادت پایا مگر بدقسمتی سے حضرت کی زیارت و صحبت کے شرف سے محروم رہے (۳) علامہ ابن سعد اور حافظ ابن عبد البر وغیرہ علمائے سیر و طبقات و رجال ان کو تابعی ہی شمار کرتے ہیں۔ شریح محدث بھی تھے فقہ میں نمایاں شہرت کے مالک تھے (۴) قیافہ و شاعری میں بھی ان کی طبیعت خوب کام کرتی رہی (۵) کبھی کبھی مقدمات کے فیصلے برجستہ نظم میں سناتے (۶) علم قضا و فیصلہ میں تو ضرب المثل تھے (۷) تقریباً ۷۵ سال قاضی کے عہدہ پر رہے حضرت عمر نے انھیں کوفہ کا قاضی مقرر کیا تھا حضرت عثمان کے زمانہ میں بھی اس عہدے پر رہے حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام ان سے مطمئن نہ تھے۔ کوفہ میں انھوں نے کافی اثر پیدا کر لیا تھا۔ امیر المومنینؑ نے ان کو معزول کرنا چاہا تو اہل کوفہ نے ان کی بحالی پر اصرار کیا خدا ہی جانتا ہے کہ امیر المومنینؑ کی طرف اس قول کی نسبت صحیح بھی ہے یا نہیں: "شریح عرب کے سب سے بڑے قاضی ہیں"

(۱) شذرات الذہب ابن عماد حنبلی ۱۴۶/۱ (۲) مجمع البحرین طریحی ۱۸۱ مطبوعہ ۱۳۰۷ھ ۱۹ حاشیہ
(۳) اصابہ ابن حجر عسقلانی ۲۰۲/۲ (۴) تذکرۃ الحفاظ ذہبی ۵۲/۱ (۵) اعلام الموقعین ۲۷/۱
(۶) ابن سعد ۹۴/۶ (۷) قاموس الامکنۃ والبقاع ۱۴۷

(۸) امیرالمومنینؑ نے کئی بار ان کے فیصلوں کی غلطی پر ان کو تنبیہ کیا طلحہ کی زرہ امیرالمومنینؑ نے ایک یہودی کے پاس دیکھی۔ شریح کی عدالت میں مقدمہ دائر کیا۔ شریح نے اس فیصلے میں کئی غلطیاں کیں جس پر امیرالمومنینؑ نے ان کو فقہی نکتہ سے مطلع کیا۔ نظریات میں یہ حضرت علیؑ کی بہ نسبت شیخین کے ہمنوا تھے۔ امیرالمومنینؑ نے جب نماز تراویح کو بند کرنا چاہا تو شریح نے واعمراہ! کا نعرہ لگایا۔ امیرالمومنینؑ نے ان کے منصب کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا۔ تم جس جگہ پر بیٹھے ہو وہاں تین ہی آدمی بیٹھے ہیں نبی یا وصی یا شقی۔ امامؑ کا منشا یہ تھا کہ یہ بہت بلند مقام ہے۔ حقوق کا مسئلہ ضمیر کی بیداری اور قانون کی معرفت چاہتا ہے۔ ان کی ظرافت و بذلہ سنجی کے لوگ مداح تھے (۹) داڑھی مونچھ سے طولانی عمر کا اظہار ہو جاتا ہے لیکن شریح پیدائشی طور پر اطلس تھے یعنی چہرہ پر نہ مونچھ تھی نہ داڑھی (۱۰) بعض حلقے ان کی دادگستری عدالت، امانت و اخلاق و غیر جانبداری سے کنارہ کشی کی تعریف کرتے ہیں لیکن حالات کی تنقید و تجزیہ سے پتہ چلتا ہے کہ ان کا کردار اس مصرع کے مطابق تھا: ع

"چلو تم ادھر کو ہوا ہو جدھر کی"

یہی سبب ہے کہ مسلمانوں کی تاریخ میں ہولناک تبدیلیاں ہوتی رہیں مگر شریح کے عہدے پر اس کا کوئی اثر نہیں پڑا۔ وہ بجائے روشن ضمیری اور علم و معرفت پر نگاہ رکھنے کے حکومت کو خوش رکھنا خوب جانتے تھے اس لئے حکومت کی تبدیلی ان پر کوئی اثر انداز نہ ہوئی۔ جلد حکومت کے منشا تک پہونچ جاتے اور اس کی آنکھوں کے اشاروں سے اپنی آنکھیں سی دیتے امیرالمومنینؑ کی

(۸) تہذیب الاسماء ۲۴۴/۱ (۹) ابن سعد ۹۵/۶ (۱۰) ابن خلکان ۲۲۴/۱

وت کے بعد جب امیر معاویہ کا دور آیا تو شریح ان کو اپنے ہم رنگ نظر
دینی آئین کی پابندی اور اخلاقی ذمہ داری کے بغیر انفرادی و اجتماعی
ی آسودگی و سکون حاصل نہیں کر سکتی۔ لیکن شریح کے فتوے اور فیصلے
ت کے دل میں اپنے استحکام کو دیکھے۔ کوفہ کے گورنر زیاد نے جب
رت حجر بن عدی کندی رضوان اللہ علیہ کی مخالفت میں تحریری گواہی دی
ر وفد معاویہ کے پاس بھیجا تو اس وقت قاضی شریح زیاد کے کام آئے
نے گواہوں میں اپنا نام شامل کیا اور وفد کے ساتھ معاویہ کے پاس
مرج تک گئے جو حضرت حجر بن عدی اور ان کے ساتھی بیدردی کے
قتل کئے گئے۔ اس دردناک قتل سے بنی اُمیہ کے علاوہ سب ہی
ین ہوئے۔ حضرت عائشہ نے معاویہ سے شکایت کی۔ ابن عمر کی آنکھوں
آنسو آ گئے۔ حسن بصری نے اس معاملہ میں معاویہ کی مذمت کی اور
حسین علیہ السلام نے تو نہایت سخت تحریری اور زبانی احتجاج فرمایا۔
شریح کے پاس ہمدردی کے لئے لفظیں نہ تھیں۔ نہ اظہار غم کے
ے آنسو اس لئے کہ انھوں نے تو خود ہی اُن کے جواز قتل کے محضر پر دستخط
ے تھے۔

شریح کی ذہانت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ علم و ادب میں ان کی
لاحیت بھی تسلیم ہے لیکن ان سب چیزوں کی قیمت اعلیٰ کردار کے ساتھ
کی جاتی ہے۔ شریح کے پاس سب کچھ تھا مگر زندہ ضمیر، پاکیزہ کردار، ذمہ داری
احساس۔ آخرت کی مسئولیت کا تصور نہ تھا۔ ان کا عمل اس شعر پر تھا۔
ج تو عیش سے گزرتی ہے۔ عاقبت کی خبر خدا جانے۔
شریح کی زندگی کا نمایاں پہلو یہ تھا کہ وہ حکومت کے آلہ کار تھے۔ وہ

حکومت کی خیر خواہی کے لئے وقف تھے۔ حکومت کو جب کسی وقت عوام کو دھوکا دینے کی ضرورت ہوتی تو شریح سے جس قدر تعاون ممکن ہوتا دریغ نہ کرتے۔ وہ حکومت کے ہاتھ کا ایک کھلونا تھا۔ ان کی سیاست مطلبی تھی۔ اُن کا مذہب مقصد براری تھا۔ افسوس ہے کہ ان کی ساری صلاحیتیں درباری رضا جوئی میں صرف ہوئیں اور حق وصداقت کو ان سے کافی نقصان پہونچا۔ ۶۱ھ میں پھر ان کے سامنے ایک آزمائش وقت آیا اور اس میں بھی وہ ناکام رہے۔ وہ ایسے کہاں تھے کہ حق و باطل کی جنگ میں حر جانباز رضوان اللہ علیہ کی طرح باطل کے انعام واکرام اور منصب کو ٹھکرا کر حق کے مددگار بن جاتے اور اپنی قربانی پیش کرتے۔ وہ ایسے بھی نہ تھے کہ اس وقت گوشہ نشین ہی ہو جاتے۔ بلکہ اس منحوس وقت میں سرکار کو اپنے وفود کی اہمیت کا ثبوت دیا۔ ۶۰ھ ہی میں کربلا کی جنگ کا آغاز ہو گیا تھا۔ ابھی یہ لڑائی کوفہ میں لڑی جا رہی تھی اور اس کی قیادت حضرت مسلم بن عقیل کر رہے تھے حضرت مسلم نے حضرت ہانی بن عروہ صحابی رسول کے گھر میں پناہ لی تھی جب کوفہ کے گورنر ابن زیاد کو اطلاع ہوئی کہ حضرت مسلم ہانی کے گھر میں پناہ گزیں ہیں تو اس نے ہانی کو قید کر لیا ہانی ایک بہت با اثر آدمی تھے۔ قبیلہ کندہ کے رئیس اعظم تھے۔ تقریباً نوے سال عمر تھی تیس ہزار تیغ آزما بہادروں کے اشارہ ابرو پہ کام کرتے تھے۔ قوت وقدرت وثروت اور سن کی بزرگی سے کوفہ میں ان کا بے پناہ اثر تھا۔ (۱) ابن زیاد نے حضرت مسلم کی پناہ دینے کے جرم میں حضرت ہانی کو زخمی

(۱) الاصابہ ابن حجر عسقلانی ترجمہ ہانی مرادی۔ اخبار الطوال دینوری ص۲۳۵ اغانی جلد ۱۴ ص۹۵ تاریخ طبری جلد ۶ ص۲۱۳ مروج الذہب مسعودی جلد ۲ ص۸۹ مناقب ابن شہر آشوب جلد ۱ ص۳۱۴۔ نجوم زاہرہ ابن تغری بردی ج ۱ ص۱۵۲۔ ابن اثیر جلد ۳ ص۳۰۶ —

...ر کر ڈالا۔ ان کے قتل میں تھوڑی دیر باقی تھی کہ ان کے قبیلہ نے ابن زیاد کے
...و گھیر لیا۔ اگر ابن زیاد اس وقت اسی قبیلہ کی مذہبی شخصیت قاضی شریح کے
...ب اعتبار سے کام نہ لیتا تو اس کی جان نہ بچتی۔ شریح ابن زیاد کے دست
...ت تھے حکومت کے ایجنٹ کا کام کر رہے تھے اس موقع پر ان کا مذہبی وقار
...زیاد کی سپر بن گیا۔ ان کے نمائشی تدین سے ابن زیاد ایک مسلح فوج کا کام
...ر رہا تھا ہانی کی جان شریح کی حق پوشی سے گئی۔ اگر شریح حقیقت پر پردہ نہ ڈالتے
...ر ہانی کی جان بچ جاتی۔ لیکن شریح نے اس وقت ضمیر کی آواز کو ٹھکرا دیا۔
...ی تعریف کی جاتی ہے کہ وہ گواہی میں سچائی کا بڑا اہتمام کرتے۔ انکشاف حق
...لئے مقدمات میں خفیہ تحقیقات کرتے۔ ان لفظوں کی کیا قیمت ہے جبکہ
...وہ قاضی پر فریب گواہی میں اپنے جوہر دکھا رہا ہے اور اس کا اعتبار
...موقع سوچ سمجھ کر کام کر رہا ہے جس کا مقصد حق پوشی اور باطل کی تائید اور
...صحابی ایک نفس محترم کی جان کو تلف کرتا ہے۔ قبیلہ کندہ کا ٹڈی دل
...کو بچانے کے لئے قصر کو گھیرے ہوئے ہے ابن زیاد نے شریح سے کہا
...ہانی کو دیکھو اور مجمع کو ہانی کی سلامتی کی خبر دیدو۔ ابن زیاد نے شریح کے
...تھ ایک جاسوس بھی لگا دیا۔ شریح نے ہانی کو قید خانہ میں دیکھا اور عمرو بن
...ج کو جو ہانی کا داماد تھا اور قبیلہ مذحج کو جو ان کو بچانے کے لئے آیا تھا ہانی
...سلامتی کی خبر دی اور ہجوم کو منتشر کر دیا۔ (۱۲)

قاضی شریح خود اس واقعہ کو بیان کرتے ہیں:-

...میں ہانی کے پاس آیا۔ مجھے دیکھ کر ہانی نے کہا مسلمان کیا ہو گئے

۱۲) طبری ج ۶ ص ۲۰۷ ابن اثیر علامہ مجمع الامثال میدانی جلد ۱ ص ۱۹ اصابہ ابن حجر
ج ۳ ص ۲۰۱ اغانی ج ۱۴ ص ۲۹

کیا میرے خاندان والے نہیں رہے۔ دیندار کہاں گئے؟ اہل شہر کہاں ہیں
مجھے اپنے دشمن اور اپنے دشمن کے بیٹے کے درمیان چھوڑ گئے (اس وقت
ہانی کے چہرہ سے خون بہہ رہا تھا) قصر کے دروازے پر غل ہوا۔ وہ بھی
پیچھے آئے اور کہا اے شریح یہ قبیلہ مذحج اور میرے مسلمان دوستوں کا
شور معلوم ہوتا ہے۔ اگر دس آدمی میرے پاس آجائیں تو مجھے بچا سکتے ہیں
شریح کہتے ہیں۔ میں قبیلہ مذحج کے پاس گیا۔ میرے ساتھ ابن زیاد کا جاسوس
"حمید بن بکر" تھا۔ بخدا اگر وہ نہ ہوتا تو میں ہانی کے دوستوں کو ان کا پیام پہنچا
جب میں مذحج سے ملا تو کہا کہ میں نے ہانی سے ملاقات کی ہے۔ وہ زندہ ہیں
تمھیں ان کے قتل کی جو اطلاع ملی ہے وہ غلط ہے۔ عمرو بن حجاج وغیرہ
یہ کہتے ہوئے واپس ہوئے کہ اگر وہ قتل نہیں ہوئے تو خدا کا شکر ہے (۱)
شریح کا یہ بیان واقعہ شہادت امام حسینؑ کے بعد کا معلوم ہوتا ہے
جب ہر طرف سے یزید کے خلاف چرچے ہو رہے تھے اور جب خود شریح سے
ان کی ضمیر فروش گواہی کے متعلق سوالات کئے جاتے ہوں گے اور وہ کوئی
عذر میں پناہ لیتے ہوں گے حقیقت سے قبیلہ مذحج کو ضرور مطلع کر دیتا اگر
ابن زیاد کا جاسوس میرے ساتھ نہ ہوتا۔ شریح نے جب حضرت ہانی کو دیکھا
تھا اس وقت ابن زیاد کی ضربوں سے ان کی ناک ٹوٹ چکی تھی۔ ان کے
کپڑے خون میں لت پت تھے ان کے رخسار اور پیشانی کے گوشت کے ٹکڑے
ڈاڑھی پر گر چکے تھے۔ ابن زیاد نے صاف کہہ دیا تھا تمہارا خون مجھ پر حلال
ہے قتل ہی کے لئے ان کو کوٹھری میں ڈال کر دروازہ بند کر دیا تھا۔ (۲)
مگر سرکاری قاضی یہ بیان دیتا ہے کہ وہ زندہ ہیں۔ ان کے قتل کے متعلق

(۱) ہجری واقعات صفحہ ۶۲ (۲) کامل ابن اثیر ج ۴ صفحہ ۹

نہیں جو خبر پہونچی ہے وہ غلط ہے اس اعتبار پر کہ وہ زندہ و محفوظ ہیں اور حکومت ان کے قتل کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی۔ مذحج کے شہسوار واپس چلے گئے۔ اگر یہ پرفریب گواہی حقیقت کا رُخ نہ بدلواتی اور ہانی کی قوم کو غلط فہمی کا شکار نہ بناتی تو تاریخ دوسری طرح لکھی جاتی۔ حق کی فتح ہوتی۔ ابن زیاد قتل ہو جاتا اور کوفہ پر حق و صداقت کا جھنڈا لہراتا ہوتا۔ ہانی اور مسلم کے ہاتھ میں کوفہ کا نظارہ ہوتا۔ جابر و ظالم حکومت تک رسائی کے لئے ضمیر کشی کی پیشکش پہلا قدم ہے۔ جب کوئی مذہبی شخصیت سیاست کا آلہ کار بن جاتی ہے تو وہ بے حد مہلک ہتھیار بن جاتی ہے جفا پیشہ و ستم شعار و بے دین و خود غرض حکومت سے حصول تقرب کے لئے پہلی اور آخری شرط دین و ایمان اور امانت داری سے دستبرداری ہوتی ہے۔ عوام کی نگاہیں مذہبی لباس، مذہبی منصب یا مذہبی شہرت سے دھوکا کھا جاتی ہیں حالانکہ وہ شیطان بصورت انسان ہوتا ہے۔ اس کا دل و دماغ، اس کا مافی الضمیر، اس کی روح حکومت کی غلام ہوتی ہے۔ جو حکومتیں عوام کی مرضی کے خلاف کام کرتی ہیں قاضی شریح کے ایسے انسانوں کی سرپرستی کر کے ان سے قوم کو انجان بنانے اور ضرورت کے وقت دھوکا دینے کا کام لیتی ہیں۔

صرف اتنا ہی نہیں کہ شریح نے اصلیت کو چھپا کر ہانی کی موت کو یقینی بنا دیا بلکہ واقعہ کربلا کے متعلق بھی امام کی تائید میں ان کی کوئی آواز نہیں سننے میں آتی۔ اس واقعہ کے لئے ان کی آنکھوں میں آنسو کا کوئی قطرہ نہ تھا اور نہ کوئی گرم آہ تھی جس سے معلوم ہوتا کہ ان کے دل نے بھی کوئی سوزش محسوس کی۔ جب مختار بن ابی عبید ثقفی رحمۃ اللہ علیہ کی حکومت ہوئی تو انھوں نے ان کو ضمیر فروشی کی سزا دی، انھیں معزول کر کے کوفہ سے جلا وطن کر کے

ایک قریہ میں بھیجدیا جہاں صرف یہودیوں کی آبادی تھی۔ غالباً ۸۰ھ میں ۱۲۰ سال کی عمر میں ان کا انتقال ہوا۔ (۱)

افسوس ہے کہ دنیا پرستی اس شخص پر اتنی غالب تھی کہ اس کا ضمیر کبھی بیدار نہ ہوا۔ محمد مصطفےٰ کا دین برباد ہو رہا تھا۔ ان کی آل پاک کو تباہ کیا جا رہا تھا اور یہ اپنے مصنوعی تقدس سے اسلام، رسولؐ اور آل رسولؐ کے دشمنوں کا مددگار بنا ہوا تھا۔ حجر بن عدی اور ہانی ایسے رسولؐ کے مخلص اصحاب کے قتل میں شریح کے اثر سے بھی کام لیا گیا۔ اسلام کی تباہی اور آل محمد کی بربادی میں بقدر حیثیت شریح کا بھی حصہ ہے ؎

مصطفےٰ برسان خویش را کہ دین ہمہ اوست
اگر باد نہ رسیدی تمام بولہبیست،

پبلشر

مرزا حیدر حسین اسسٹنٹ سکریٹری

امامیہ مشن۔ لکھنؤ

انڈیا

(۱) تنقیح المقال علامہ مامقانی ج ۲ ص ۸۳